"اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْ بِهِ اللّٰهُ؟"

عید میلاد اہل لاہور کی ایجاد ہے

روزنامہ "کوہستان" مورخہ ۲۲ جولائی ۱۹۶۴ میں احسان بی۔اے لکھتے ہیں

"لاہور میں عید میلاد النبیؐ...... پہلا جلوس ۱۹۳۳ء میں انجمن فرزندانِ توحید نے ترتیب دیا۔"

"لاہور میں عید میلاد النبیؐ کا جلوس سب سے پہلے ۵ جولائی ۱۹۳۳ء بمطابق ۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ کو نکلا۔ اس کیلئے انگریزی حکومت سے باقاعدہ لائسنس حاصل کیا گیا تھا۔ اس کا اہتمام انجمن فرزندانِ توحید موچی دروازہ نے کیا۔ اس انجمن کا مقصد ہی اس جلوس کا اہتمام کرنا تھا۔

انجمن کی ابتداء ایک خوبصورت جذبے سے ہوئی۔ موچی دروازہ لاہور کے ایک پرجوش نوجوان حافظ معراج الدین اکثر دیکھا کرتے تھے کہ ہندو اور سکھ اپنے دھرم کے بڑے آدمیوں کی یاد بڑے شاندار طریقے سے مناتے ہیں اور ان دنوں میں ایسے لمبے لمبے جلوس نکلتے ہیں کہ کئی بازار، ان کی وجہ سے بند ہو جاتے ہیں۔ حافظ معراج الدین کے دل میں خیال آیا کہ دنیا کیلئے رحمت بن کر آنے والے حضرت محمد ﷺ کی یاد میں اس سے بھی زیادہ شاندار جلوس نکلنا چاہیے...... انہوں نے ایک انجمن قائم کی جس کا مقصد عید میلاد النبیؐ کے موقع پر جلوس مرتب کرنا تھا۔ اس میں مندرجہ ذیل عہدہ دار تھے:

(۱) صدر مستری حسین بخش (۲) نائب صدر مہر معراج دین (۳) حافظ معراج الدین (۴) پراپیگنڈہ سیکرٹری میاں خیر دین بٹ (بابا خیرا) (۵) خزانچی حکیم غلام ربانی۔

اشتہارات کے ذریعہ جلوس نکالنے کے ارادہ کو مشتہر کیا گیا۔ چست اور چاق و چوبند نوجوانوں کی ایک رضاکار جماعت بنائی گئی اور جگہ جگہ نعتیں پڑھنے کا انتظام کیا گیا جبکہ روزنامہ "مشرق" مورخہ ۲۶ جنوری ۱۹۸۴ء (۱۲۔ ربیع الآخر ۱۴۰۴ھ) میں مصطفیٰ کمال پاشا کی تحریر یوں ہے۔

"لاہور میں ۱۲ ربیع الاوّل کا جلوس کیسے شروع ہوا؟"

"آزادی سے پیشتر ہندوستان میں حکومتِ برطانیہ ۲۵ دسمبر کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے یوم پیدائش کو بڑے

تزک واحتشام کے ساتھ منانے کا انتظام کرتی اور اس روز کی فوقیت کو دوبالا کرنے کیلئے اس دن کو 'بڑے دن' کے نام سے منسوب کیا گیا...... تاکہ دنیا میں ثابت کیا جاسکے کہ حضرت مسیحؑ ہی نجات دہندہ تھے۔

حضور پاک ﷺ ۱۲ ربیع الاول کو اس دنیا میں تشریف لائے اور اسی روز وفات پائی۔ کچھ لوگ اس یومِ مقدس کو ''۱۲ وفات'' کے نام سے پکارتے ہیں۔ آزادی سے پیشتر اس یوم کے تقدس کے پیش نظر مسلمانانِ لاہور نے اظہار مسرت وعقیدت کے طور پر جلوس نکالنے کا فیصلہ کیا...... ان دنوں کانگرس اپنے اجتماع موری دروازہ میں منعقد کیا کرتی تھی اور اس کے مقابلہ میں مسلمان اپنے اجتماع موچی دروازہ لاہور میں منعقد کرتے تھے۔ لہٰذا موچی دروازہ کو سیاسی مرکز ہونے کے علاوہ سب سے پہلے عید میلاد النبیؐ کا جلوس نکالنے کا شرف بھی حاصل ہے۔ عملی طور پر اس کی قیادت انجمن فرزندانِ توحید موچی گیٹ کے سپرد ہوئی جس میں حافظ معراج الدین...... وغیرہ شامل تھے۔ انجمن کی زیرِ قیادت جلوس کو دلہن کی طرح سجایا جاتا۔ جلوس میں شامل نوجوانوں پر پھولوں کی پتیاں نچھاور کی جاتیں۔ سیاسی اور سماجی کارکنوں کے علاوہ جلوس کے آگے پہلوانوں کی ٹولی بھی شمولیت کرتی۔

واضح رہے روزنامہ ''کوہستان'' نے انجمن کے عہدہ داران کی تصویریں جبکہ روزنامہ ''مشرق نے مذکورہ لائسنس کا عکس بھی شاملِ اشاعت کیا ہے!

قرآن مجید میں ہے ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ ''آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کردیا، تم پر اپنی نعمت پوری کردی، اور میں نے اسلام کو بطورِ دین تمہارے لیے پسند فرمایا ہے۔''

یہ آیت ۱۰ھ میں حجۃ الوداع کے موقع پر نازل ہوئی...... یعنی دین آنحضرت ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں مکمل ہوچکا تھا...... دین پورے کا پورا، نیز آپؐ کی مبارک زندگی کا ایک ایک لمحہ سنت کی کتابوں میں محفوظ ہے، لیکن اس میں عید میلاد کا دُور دُور تک کہیں اتہ پتہ نہیں ملتا۔ ہاں بلکہ روزنامہ ''کوہستان'' اور روزنامہ ''مشرق'' کی مذکورہ تحریریں اس امر پر شاہد ہیں کہ عید میلاد اہلِ لاہور کی ایجاد ہے، اور سب سے پہلا جلوس ۱۹۳۳ء بمطابق ۱۳۵۲ھ میں موچی گیٹ لاہور سے نکلا، لیکن جسے آج دین وشریعت کا درجہ حاصل ہوچکا ہے اور یہی بدعت کی تعریف ہے، جس کے بارے رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ (**من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهو ردّ**) [بخاری، مسلم] ''جس نے ہمارے اس دین میں کوئی نیا کام نکالا، جو اس میں سے نہیں تو وہ مردود ہے۔''

نیز فرمایا(كلّ محدثة بدعة و كلّ بدعة ضلالة و كلّ ضلالة فى النار) ''دین میں ہر نیا کام بدعت ہے، ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم مین جھونکی جائے گی''...... کیوں نہ ہو، بدعت اس امر کی مقتضی ہے کہ:

★ دین کی تکمیل ابھی تک نہیں ہوئی حالانکہ یہ قرآنِ مجید کی تکذیب ہے جو صریح کفر ہے۔

★ رسول اللہ ﷺ نے دین وشریعت کے جملہ امور ہم تک نہیں پہنچائے، بلکہ بعض امور کو ہم سے چھپا لیا تھا۔ حالانکہ یہ شانِ رسالت پر طعن ہے اور اس کے بھی کفر ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں۔

★ خیر وثواب کے بعض امور سے رسول اللہ ﷺ (معاذ اللہ) محروم رہ گئے تھے حالانکہ یہ توہینِ رسالت ہے، جس کا کسی مسلمان سے تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

★ جس نیکی اور ثواب سے رسول اللہ ﷺ محروم رہے اب دوسرے اسے انجام دے رہے ہیں۔ یہ بھی توہینِ رسالت کی بدترین شکل ہے اور آپؐ کے حق میں گستاخی۔ فانّا للّه......)

★ شارع اللہ رب العزت نہیں، بلکہ شارع وہ ہے جو دین میں ایک نئے کام کو رواج دے کر اپنی طرف سے دین مقرر کر رہا ہے حالانکہ قرآنِ مجید میں ہے (اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْ بِهِ اللّٰهُ)[الشوریٰ:۲۱] ''کیا اُن کے ایسے شریک ہیں جنہوں نے ان کیلئے دین سے وہ باتیں مقرر کیں جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم نہیں دیا۔'' چنانچہ یہ صریح شرک ہے، جس کے بارے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ شرک معاف نہیں فرمائیں گے...... اس کے علاوہ، جسے جو چاہیں گے معاف فرما دیں گے۔''

اے اہلِ وطن! ذرا سوچو تو سہی، ملک گیر سطح پر بدعات کے خوگر بن کر تم کس راہ کے مسافر ہو؟ بالآخر تمہیں اللہ رب العالمین کی عدالت میں پیش ہونا ہے جہاں توحید وسنت کا صلہ جنت ہے اور شرک وبدعت کی سزا جہنم! جو یقیناً کوئی خوشگوار مقام نہیں ہے۔ ﴿اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا﴾ ''بلکہ وہ تو بڑا ہی بُرا مقام، بدترین جائے قرار ہے۔'' أعاذنا اللّه منه.

عیسائی جوڑے کا جلانا

اسلام اقلیتوں کو اہل ذمہ قرار دیتا ہے یعنی اقلیت کے جان ومال اور ان کے مذہبی حقوق کے تحفظ کی ذمہ

داری مسلمانوں پر ہے۔ اخباری اطلاعات کے مطابق جس طرح یہ ہولناک واقعہ رونما ہوا ہے اس سے کئی سوالات اٹھتے ہیں پہلا سوال یہ اٹھتا ہے کہ پولیس نے موقع پر پہنچنے میں کیوں تاخیر کی؟ دوسرا سوال یہ کہ مقامی مسجد کے امام نے صورتِ حال کو شرعی ذمہ داری کے ساتھ کیوں نہ سنبھالا اور بغیر سوچے سمجھے مسلم عوام کے جذبات کیوں بھڑکائے؟

ابھی کوئی تفتیشی رپورٹ سامنے نہیں آئی۔ بھارت، کشمیر، فلسطین، اور میانمر میں جنونی ہندو اور یہودی مسلم اقلیت کو ہر روز مارتے اور ان کی جائیدادوں کو جلاتے ہیں اور اقوامِ عالم کا ضمیر سویا رہتا ہے۔ بھارت کے موجودہ وزیر اعظم نریندر مودی نے بھارتی صوبہ گجرات میں ہزاروں مسلمان جلائے اور مارے۔ کشمیر میں خونِ مسلم کی ارزانی اور فلسطین میں یہودیوں کے ہاتھوں خون مسلم سے ہولی کھیلنے پر کسی آنکھ سے ایک آنسو بھی نہیں گرتا۔ میانمر سے روہنگیا مسلمان، بدھ اکثریت کے ہاتھوں ہزاروں کی تعداد میں جلتے اور وطن بدر ہوتے ہیں مگر اس مسلم کشی پر کوئی آنکھ نہیں روتی۔ یہ مسلمانوں کی عالمی بے چارگی ہے لیکن اس سب کچھ کے باوجود ہم اسلام کی تعلیمات اور اپنی اقلیتوں کو دی گئی اسلام کی ضمانت سے روگردانی نہیں کر سکتے۔ ہم اس ضمانت کے پابند ہیں جو نبی ﷺ نے اہل ذمہ کو دی تھی اور جس کی تجدید بابائے قوم جناب محمد علی جناح نے کی تھی۔ یہاں یہ سوال بھی لازماً اٹھتا ہے کہ پاکستان کی مسیحی اقلیت کیوں توہین رسالت کرتی اور کیوں قرآن مجید کے مقدس اوراق جلاتی ہے؟ کیا مسلمان اکثریت نے بھی کبھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور سیدہ مریم کی توہین کی ہے؟ کیا ہم نے بھی کبھی انجیل مقدس کے اوراق جلائے ہیں؟ ہم نے کبھی یہ جرم نہیں کیا ہے تو آخر وہ کیوں ایسا کرتے ہیں؟

ہم اہلِ کلیسا کے ذمہ دار پادری صاحبان سے یہ ضرور التجا کریں گے کہ وہ بھی اپنے متبعین کو مسلمانوں کے جذبات مجروح کرنے سے باز رکھیں۔ تاہم حکومت سے یہ سفارش ضرور کریں گے کہ عیسائی جوڑے کے قتل کی پوری تحقیق کرائے اور اگر واقعی یہ قتل ناحق ہے تو ذمہ داروں کو قانون کے تحت سزا دلائے۔

ٹھنڈی ہوا کا جھونکا

تیل کی قیمتیں کم ہوگئیں۔ شاید یہ پہلی خوش خبری ہے جو اس حکومت کے زمانے میں سننے کو ملی۔ خان صاحب اسے اپنے دھرنے کا اثر کہتے ہیں حالانکہ یہ عالمی سطح پر تیل کی منڈی میں قیمتیں گرنے کا اثر ہے۔ شنید ہے کہ کمی کا یہ رجحان برقرار رہا تو قیمتیں مزید گر جائیں گے۔

ہم حکومت سے یہ ضرور چاہیں گے کہ اپنے غیر پیداواری اخراجات میں کمی کرے حکومتی سطح پر شاہانہ